پروفیسر عبدالحی صدیقی

سبحۃ المرجان

مسلمانان پاک و ھند کے علماء کا ایک نایاب عربی تذکرہ

فطرت نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کیے اور انسان نے فطرت پر جو اثر ڈالا ان دونوں کے مجموعے کا نام تاریخ ہے۔ (1) اس کا تعلق اجتماع سے ہے جہاں کہیں انسان موجود ہوتے ہیں اپنی تاریخ خود بناتے ہیں۔ وہ اپنی مجالس میں گرمی محفل کے لیے اپنے بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے حالات و واقعات کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ زبانی یا تحریری شکل میں موجود ہوتا ہے یہی تاریخ اور تذکرہ کی بنیاد ہے۔(2)

عربی زبان میں تذکرہ نگاری کا باقاعدہ آغاز کب ہوا اس بارے میں کوئی قطعی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ البتہ رجال کی "جرح و تعدیل" کے لئے علماء نے جو خصوصی کتابیں مرتب کیں اس نے عربوں میں اس فن کا شعور پیدا کر دیا اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت اور معمولات کی تدوین سے ایک ارفع اور اعلیٰ قسم کی سوانح نگاری کا آغاز ہوگیا۔ اس کے بعد تذکرہ نویسی میں توسیع بڑی تیزی سے ہونے لگی اور جلد ہی نمایاں شخصیات مستقل تصانیف کا موضوع بن گئیں۔

سب سے پہلے نحویوں اور فقہ اللغہ کے مشہور و معروف ماہرین کے تراجم مرتب ہوئے اس کے بعد شعراء اور ادباء کے تذکرے لکھے گیے۔ شعراء کے تذکروں میں ان کے کلام سے اقتباس بھی شامل کیا گیا اور ادباء کے تذکروں میں انکی تصانیف کی فہرست دی جاتی۔ بعض نے ان تذکروں میں شخص واحد کی بجائے ایک ہی قسم کے متعدد لوگوں کا ذکر کیا ہے مثلاً حلیۃ الاولیاء' اخبار الحافظ' تذکرۃ الشعراء بعض علماء نے اپنی تالیف میں ایک شہر کے علماء و فضلاء کے حالات جمع کر دیے اس قسم کے تذکروں میں خطیب البغدادی کی تاریخ بغداد اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ ان تاریخوں سے ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں جن کا بڑی بڑی مبسوط تاریخوں میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔

ابتدائی دور میں تذکرہ نویس علماء میں سے اکثر محدثین تھے اس لیے انہوں نے صرف روایات پر ہی اعتماد نہیں کیا بلکہ اصول درایت پر بھی انہیں پرکھا کیونکہ اس کے بغیر لغزش کا احتمال باقی رہتا ہے۔ ابن خلدون لکھتے ہیں :-

لان الاخبار اذا اعتمد فیها علی مجرد النقل' ولم تحکم اصول العادة وقواعد السیاسة وطبیعة العمران والاحوال فی الاجتماع الانسانی ولا قیس الغائب منها بالشاھد' والحاضر بالذاھب فربمالم یو من فیھا من العثور۔ (3)

لیکن بعد میں یہ معیار قائم نہ رہ سکا۔ شفاہی روایات کو بغیر تحقیق کے تذکروں میں منتقل کرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا اور س طرح مصلحت آمیز اور جانب دارانہ تحریفات کا دروازہ کھل گیا۔ افسانوی اور نیم افسانوی عناصر پر اعتماد کیا جانے لگا اور یہی مواد اس دور کی کتب تاریخ اور تذکروں میں منقول ہوگیا اس جیسی روایات میں اسکندریہ کے کتب خانے کے جلائے جانے کی روایت بھی ہے کہ حضرت سعد بن وقاص نے اس کتب خانے کو امیرالمومنین حضرت عمرؓ کی ہدایات کے مطابق جلا دیا تھا۔ (4)

شاہی خاندانوں کے عروج سے شخصی فرمانروا کی عظمت و اقتدار بھی تذکرہ نگاری پر اثر انداز ہوا اور تذکروں کے صفحات شاہی عظمت و جلال کے لئے وقف ہوگئے۔ انہیں مرتب کرنے کا کام زیادہ تر سرکاری اعمال اور درباریوں میں منتقل ہوگیا۔ انشاپردازی اور لفاظی اخفائے حق کا ذریعہ بن گئی۔ قبائلی' سیاسی اور فرقہ وارانہ تعصب نے بھی تذکروں اور تاریخ دونوں کی شکل مسخ کرنے میں ایک موثر کروار ادا کیا آہستہ آہستہ ادبی حلقوں میں انہیں اتنی شہرت حاصل ہوگئی کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ اسلامی تاریخ اور تذکرہ نگاری کے مستند نمونے ہیں۔ البتہ محدثین نے کتب سیرت کو دیانتداری اور صداقت کے ساتھ محفوظ رکھا۔

یورپ نے فن تاریخ میں تحقیق کو بظاہر تو اپنا موضوع بنایا لیکن ان کا عام طرزیہ ہے کہ وہ واقعہ کو اپنی تحقیق کے موافق کرنے کے لئے اسی ترتیب اور انداز سے لکھتے ہیں کہ وہ واقعہ بالکل ان کے اجتہاد کے قالب میں ڈھل جاتا ہے لیکن وہ فن سوانح میں کوئی معیار قائم نہیں کرسکے چنانچہ G.L. Cliffered لکھتا ہے : Hageography کے معنی ہیں مقدسین کے سوانح حیات جن کے بارے میں اصرار کیا جاتا ہے کہ انہیں عام انسانوں سے اونچا دکھا کر محیرا لعقول واقعات اور انسانوں پر مشتمل سوانح عمریاں مرتب کی جائیں۔(5) لیکن مسلمان تذکرہ نگار صاحب ترجمہ کے سوانح بے کم و کاست مختصرا بیان کرتا ہے اور تاریخوں خاص طور پر سال وفات کا تعین انتہائی صحت کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ تحقیقی نظر سے حالات جمع کرتا ہے اس لیے وہ نہ تو کسی انسان کو مافوق البشر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ اسے مجسم گناہ گار کیطور پر پیش کرتا ہے۔

برعظیم پاک و ھند کو اپنے جغرافیائی محل و قوع کے باعث عربی زبان کے مراکز سے براہ راست استفادہ

کرنے کی وہ سہولت میسر نہ آسکی جو ایران' ماوراء النہر اور شمالی افریقہ کے ممالک کو حاصل ہوئی۔ دوسرے یہاں کے مسلمان حکمرانوں کی زبان 9 سو برس تک فارسی رہی ہے عربی یہاں کبھی نہیں بولی گئی اس لئے پاک و ھند میں جو عربی ادب تخلیق ہوا وہ فارسی کے مقابلہ میں بہت کم تھا۔(6) ممکن ہے ان شہروں میں جو عربوں کے عہد حکومت میں متمدن خیال کیے جاتے تھے علماء تصنیف و تالیف میں مصروف رہے ہوں لیکن اس عہد کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ ڈاکٹر زبیراحمد نے اپنی کتاب میں ساتویں' آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے کچھ علماء کا ذکر کیا ہے جو صاحب تصنیف تھے۔(7)

منگولوں کے حملوں کے باعث مسلمانوں کے علمی مراکز تباہ ہوگئے تو ہر طرف سے علماء نے دہلی کا رخ کیا اور بقول فرشتہ سلطان بلبن کا عہد حکومت خیر العصر تھا جس میں بڑے بڑے علماء اور اولیاء یہاں جمع ہوگئے لیکن علمی مراکز کی تباہی سے علوم بھی زوال پذیر ہوگئے اور علماء میں تخلیقی تصانیف پیش کرنے کی صلاحیت مفقود ہوگئی علوم پر جمود طاری ہوگیا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء ان کتابوں کی محض شرحیں اور شرحوں کی شرحیں لکھنے میں مصروف ہوگئے اور ہر شعبہ میں متقدمین کے اندھے پیرو بن گئے۔ البتہ جو شروح د حواشی پاک و ھند میں لکھے گئے ان کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ دیگر ممالک میں لکھی جانے والی کتب سے زیادہ مفید اور جامع ہیں چنانچہ حاجی خلیفہ نے ملا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی کی اور پروفیسر مارگولیتھ نے البیضاوی کے اس حاشیہ کی بہت تعریف کی ہے جو یہاں لکھا گیا۔(8)

فارسی زبان میں یہاں ادبی تذکرہ نگاری تو بڑے وسیع پیانے پر ہوئی مگر ابتدائی دور کے تذکروں میں صرف اشعار کا انتخاب ہوتا تھا حالات کا برائے نام بھی ذکر نہ کیا جاتا۔ مرزا صائب کا انتخاب آج بھی موجود ہے جس میں کسی شاعر کا حال برائے نام بھی موجود نہیں لیکن انتخاب اس درجے کا کہ ہزاروں تذکرے اس پر نثار کر دیئے جائیں۔(9) ایسے حالات میں میرغلام علی آزاد بلگرامی پہلے آدمی ہیں جنہوں نے فن تذکرہ نویسی کی لاج رکھ لی اور ذوق صحیح کی داد دی۔ خود لکھتے ہیں:

"پیش ازمن احد آستین سعی بایں درجہ نہ شکستہ و کمر خدمت بزرگاں سلف و خلف بہ ایں جد و جہد نہ بستہ" (10)

آزاد کی تالیفات فن تذکرہ نویسی میں ایک قابل قدر اضافہ ہیں۔ بابائے اردو مولانا عبد الحق لکھتے ہیں۔

"ان کتابوں کے لکھنے میں مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ تک ہی تلاش وجستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ اہالی و حوالی شہر سے بھی حالات دریافت کیے نیز سجلات شرعیہ جو بزرگوں کی یادگار سے باقی تھے استفادہ کیا (11) لیکن بقول شبلی نعمانی آزاد نے لب اللباب عوفی یزدی کو پیش نظر نہیں رکھا جو ایک بہترین ماخذ ہے۔

سبحۃ المرجان فی اثار ھندوستان کا سن تالیف 1177ء ہے اور تاریخی مصرعہ ہے یجلو البصیرۃ سجہ المرجان

آزاد نے اس کی تالیف کے چار مقصد بیان کیے ہیں۔

اول۔ تفاسیر اور احادیث سے وہ روایات جمع کر دی جائیں جن میں ہندوستان کا ذکر آیا ہے۔

دوم۔ ہندوستان کے ان مشاہیر علماء کے حالات قلمبند ہوں جنکی تصانیف سے انکا ذکر خیر باقی رہے۔ یا چند خوش آئند اشعار انکی یادگار ہیں۔

سوم۔ جس طرح عربی زبان میں فن بدیع مدون ہے اس طرح اہل ھند نے بھی یہ فن مدون کیا ہے ان کے اس فن سے اہل عرب کو آگاہ کیا جائے۔

چہارم۔ اہل ھند کے ہاں ایک عجیب الاسلوب فن ہے جس کا نام اسرار النساء ہے اس فن سے اہل عرب کو آگاہ کرنا۔

فصل اول میں مولف نے تفسیر و احادیث کی کتابوں سے جو روایات جمع کی ہیں یہ زیادہ تر چار اشخاص سے مروی ہیں حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت کعب احبار، حضرت وھب بن منبہ، حضرت عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج۔ (12) عبداللہ بن سلام ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ اہل حدیث میں سے امام بخاری وغیرہم نے ان پر اعتماد کیا ہے لیکن حضرت کعب احبار اور حضرت وھب بن منبہ سے ایسی ایسی عجیب و غریب اور بے سروپا روایات درج ہوتی چلی آئی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کی آڑ کر احادیث و روایات کی صحت ہی سے انکار کر دیا جائے اس سے ایک فتنہ عظیم اسلام میں پیدا ہو جائیگا۔ مولانا ابو الکلام مرحوم لکھتے ہیں کہ ایسی روایت کی وجہ سے بعض لوگوں نے سرے سے فن حدیث کی تصنعیف و تحقیر شروع کر دی حتیٰ کہ صاف فیصلہ کر دیا کہ حدیثیں اکثر خبر احاد ہیں اور خبر احاد مفید یقین نہیں اس لئے حدیث فی الحقیقت کوئی شے نہیں اس طرح ایک دوسرا عظیم فتنہ پیدا کر دیا۔ (13) اس کی مثال تو کچھ یوں ہے کہ دشمن نے چونکہ مکان کے کسی چھوٹے سے حصے پر قبضہ کر لیا لہٰذا اس سے بچنے کے لئے سارے مکان کو ہی آگ لگا دی جائے۔ حالانکہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے ہے "کہ کسی علم و فن کو بھی انسانی دماغ نے اس درجہ مرتب و مھذب نہیں کیا جیسا کہ علماء سلف نے فن حدیث کو اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمی ہے امہ مرحومہ کی جس میں دُنیا کی کوئی قوم شریک و سہیم نہیں۔(14)

ایسی روایات کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے دعوت، نصیحت اور عبرت کے لیے مختلف قوموں کے حالات اور انبیاء کے قصے بیان کیے ہیں لیکن ان کا ذکر تاریخ نگاری کے انداز میں نہیں کیا توراۃ اور انجیل میں ان قصوں کی جزئیات مذکور ہیں جب اہل کتاب اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے ذریعہ ان

اخبار و قصص کی تفصیلات لوگوں تک پہنچیں۔ صحابہ کرام جب ان روایات کو سنتے تو حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے پیش نظر کہ لا تصد قوا اهل الكتاب و لا تكنبوهم خاموش رہتے۔ اس طرح یہ روایات بعض کتب تفسیریا حضرت شاہ ولی اللہ کی تقسیم مدراج کتب حدیث کے مطابق تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں میں شامل ہوگئیں۔(15) آزاد نے یہ تمام روایات درمنشور سے نقل کی ہیں اور اس تفسیر کے بارے میں علماء کے موقف کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوسری فصل میں متعدد علمائے ھند کے حالات لکھے ہیں جن کی تعداد 45 ہے ان کی صحیح تاریخ وفات بتائی ہے ان کے علمی کارناموں کا ذکر کیا ہے جس سے بعض غیر معروف علمی کتابوں کا پتہ ملتا ہے اور ضمناً" بعض اہم تاریخی واقعات کی صحیح تاریخ کا تعین بھی ہوتا ہے مثلاً امیر تیمور نے ہندوستان کب فتح کیا' فرخ سیر کی تخت نشینی کس سن میں ہوئی اورنگ زیب عالمگیر نے قلعہ ستارہ کب فتح کیا۔ آزاد مرحوم نے جس مقام کا ذکر کیا ہے اس کا محل وقوع بھی بتایا ہے اور اس کا صحیح تلفظ بھی ضبط کیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عربی زبان میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور اچھے ناثر و ناظم تھے۔ انہیں خود بھی اپنی عربی شاعری پر بڑا فخر ہے جس کا انہوں نے جابجا اظہار کیا ہے۔ انہیں مسجع اور مقفی عبارت لکھنے کا بہت شوق ہے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بر محل ہو یا بے محل کدو کاوش سے تلاش کرلیتے ہیں۔

بعض علماء کے تذکرے میں غیر ضروری امور درج کرکے خواہ مخواہ انہیں طویل بنا دیا ہے مثلاً حضرت مجدد الف ثانی کے حال میں پہلے تو انکا وہ مکتوب عربی زبان میں منتقل کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے روحانی مدارج کا ذکر کیا ہے پھر اس پر علماء کا اعتراض اور اس کا جواب نقل کرکے اس کے متعلق مکتوبات سے حضرت مجددؒ کی توضیحات بھی نقل کر دی ہیں ایسے مضامین تو صرف اہل تصوف ہی بخوبی جان سکتے ہیں۔ قاضی محب اللہ بہاری کی مسلم العلوم سے لزومیتین کے انتاج کا منطقی مسئلہ نقل کر دیا ہے۔ ملا محمود جونپوری کے حال میں حدوث دہری جیسے دقیق فلسفی مسئلہ کے متعلق شمس بازغہ سے ان کے خیالات نقل کر دیے ہیں۔ ان سے البتہ ایک بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے دقیق مباحث سے بخوبی آگاہ تھے اور درسی کتب انہوں نے بڑی محنت سے پڑھی تھیں۔ علماء کے حالات کا اختصار بھی کھلتا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ماخذوں کا پتہ نہیں لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ جو لکھا ہے مستند لکھا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ آزاد مرحوم نے سبحۃ المرجان میں مولانا عبدالغنی احمد نگری کا ذکر نہیں کیا جو ان کے ہم عصر اور دوست تھے انہوں نے اپنی تصنیف دستور العلما میں آزاد کا ذکر کیا ہے۔

یہ فصل مطبوعہ نسخہ کے 100 صفحات پر مشتمل ہے آغاز فصل میں کشف الظنون کی عبارت نقل کرکے یہ بتایا ہے کہ علوم شرعیہ کے مولفین و مصنفین کے عجمی ہونے کی کیا وجہ ہے پھر اصحاب تراجم میں سب سے پہلے ابو حفص ربیع کا ذکر کیا ہے۔ آزاد کے نزدیک ھو اول من صنف فی الاسلام یہ بزرگ تبع تابعین سے ہیں اور سندھ میں فوت ہوئے اس نسبت سے تیمنا ان کا ذکر کر دیا ہے۔ سید علی بن سید احمد شیرازی کا بھی اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ سید عبد الجلیل کے تذکرہ میں انکا ذکر آگیا تھا انکا حال کسی کتاب میں موجود نہ تھا۔

مولانا مسعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ عربی' فارسی اور ھندی تینوں زبانوں میں صاحب دیوان تھے۔ میرا اگر چہ ھندی دیوان نہیں لیکن مین اس زبان کے وقائق سے بخوبی واقف اور اس میں مہارت تامہ رکھتا ہوں پھر وطواط کی حدائق السحر سے ان کے چند عربی اشعار نقل کرکے ان کے بعض الفاظ کی تشریح کی ہے۔

مولانا حسن صغانی لاہوری کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ جامع العلوم تھے اور فقہائے حنفیہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف میں مشارق الانوار کا بھی ذکر کیا ہے جو ان کی مشہور تصنیف ہے۔ (انہوں نے علامہ زمخشری کی المفصل کے ابیات کی شرح بھی لکھی ہے لیکن آزاد نے اس کا ذکر نہیں کیا)

مولانا شمس الدین یحیٰ الاودی کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین کے مرید تھے۔ پھر یہ بھی بتایا ہے کہ مولانا جامی نے نفحات الانس میں حضرت نظام الدین کا ذکر کیا ہے۔

مولانا شیخ حمید الدین کے حال میں ان کی شرح ھدایہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق صاحب کشف الظنون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ھدایہ کی ایک نفیس شرح ہے۔ لیکن ابن کمال پاشا کہتے ہیں کہ اس میں تفصیل کی جگہ اجمال اور اجمال کی جگہ تفصیل سے کام لیا ہے اس لئے علماء میں مقبول نہیں اور وہ اپنی اکثر تصانیف میں تحقیق کی بجائے مجادلانہ رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ ہدایہ کی شرح میں بھی یہی روش اختیار کی ہے۔

قاضی عبدالمقتدر کے حال میں ان کے قصیدہ لامیہ کے اکثر اشعار نقل کرکے بعض الفاظ کی تشریح بھی کی ہے اس کے بعد اپنا اکاون شعر کا قصیدہ لامیہ بھی درج کر دیا ہے جو لامیہ ھند کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی ضروری تشریحات بھی لکھی ہیں۔

مولانا معین االدین عمرانی دہلوی کے متعلق لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق نے انہیں گرانقدر نفیس تحائف دے کر قاضی عضد الدین کی خدمت میں بھیجا تھا اور انہیں ہندوستان آنے کی درخواست کی۔ مولانا احمد تھا نیسری کے متعلق لکھا ہے کہ امیر تیمور نے ان کی علمی شہرت سن کر دہلی میں بلایا اور اپنی مصاحبت کے لئے منتخب کرلیا لیکن جب امیر تیمور نے روم پر لشکر کشی کی تو مولانا اس کے ہمراہ نہیں گئے۔ یہ بھی لکھا

ہے کہ امیر تیمور نے 801ء میں ہندوستان کو فتح کیا تو ایک شاعر نے فتح قریب سے تاریخ نکالی اور جب روم فتح کیا تو الم غلبت الروم سے تاریخ نکالی۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی تصانیف میں الحواشی علی الکافیہ کا ذکر کیا ہے مگر نام نہیں بتایا غالباً اس کا نام "غایۃ التحقیق" ہے۔

مولانا الشیخ علی المہائمی کی تصانیف میں ان سے ایک رسالہ کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے الم سے للمتقین کی نحوی ترکیب کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں پھر اس رسالے کے کئی اوراق بھی نقل کر دیے ہیں۔

مولانا شیخ سعد الدین خیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی ہر لوح کو ہزار مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔

مولانا شیخ علی المتقی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بتایا ہے کہ انہوں نے جلال الدین سیوطی کی جمع الجوامع کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ ان کے استاد تھے۔

شیخ محمد طاہر فتنی کے حال میں انکی شہادت کا واقعہ ذکر کیا ہے اور بتایا کہ انہیں سید محمد جونپوری کے مریدوں نے شہید کیا کیونکہ وہ انکی بدعات کی بشدومد سے تردید کیا کرتے تھے۔

ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ کی علوم حکمیہ میں انکی برتری ظاہر کرنے کے لیے وہ سارا مقالہ نقل کر دیا ہے جس میں انہوں نے میرباقر استر آبادی پر مسئلہ حدوث دہری میں ان کے نظریہ پر اعتراض کیے ہیں علاوہ ازیں ان کی کتاب الفوائد سے جو علم معانی سے متعلق ہے الوصل بین الجملتین کا مضمون نقل کر دیا ہے۔

مولانا شیخ عبداللہ بن شیخ سالم البصری کے حال میں لکھا ہے کہ انہوں نے دو دفعہ حرم کعبہ میں صحیح بخاری کا درس دیا پھر 1036ھ میں موسلادھار بارش سے خانہ کعبہ کے جو حصے مسمار ہوگئے تھے ان کا حال لکھا ہے۔

تیسرے باب میں اہل ھند کے عجیب و غریب استعارات و تشبیہات کو عربی اشعار میں منتقل کیا ہے۔ آزاد ان امور کو عربی میں منتقل کرنے کے موجد ہیں لکھتے ہیں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اہل ھند کی تشبیہات و استعارات کو عربی میں منتقل کروں اور کوئل کی آواز کو قمریوں کی سجع سے ہم نوا کروں۔ (16) اس کے بعد آنے والے لوگوں نے بھی ان کی پیروی کی ہے لیکن وہ ان کی گرد کو نہیں پہنچتے۔ آزاد نے جن محسنات کلام کا ذکر کیا ہے اس کے موجد امیر خسرو دہلوی ہیں۔

باب چہارم میں معشوقات اور عشاق کا ذکر ہے وہ ہندویوں کا ایک خاص فن ہے جسے وہ اپنی زبان میں

نا نکہ بعید کہتے ہیں جس کے معنے ہیں اسرار النسواں اس میں وہ لوگ عورتوں کی قسمیں بیان کرتے ہیں آزاد نے ان حالات کو عربی میں منتقل کیا ہے۔

الغرض تیسری اور چوتھی فصل مصنف کی جولانی طبع کا مرکز ہیں اور رنگین طبع ادباء کے لئے سدا بہار گلزار ہیں۔

حواشی

1- شبلی نعمانی' الفاروق' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ' لاہور' ص 38-
2- شبلی نعمانی' الفاروق' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ' لاہور' ص 22-
3- ابن خلدون' مقدمہ' مکتبہ المدرستہ و دارالکتاب لبنان بیروت' ص 22-
4- تفصیل کے لئے دیکھیے رسائل شبلی مطبوعہ علی گڑھ' ابن خلدون' مقدمہ' مطبوعہ بیروت ص 124' 132-
5- عبداللہ سید' ڈاکٹر' ماہنامہ فکر و نظر: اپریل 1976
6- زبید احمد' ڈاکٹر: عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ' ص 7-
7- ایضاً' صفحہ 187
8- ایضاً' مقدمہ' صفحہ 13
9- شبلی نعمانی' مقالات حصہ 5' مطبوعہ معارف پریس' اعظم گڑھ
10- آزاد' غلام علی' ماثر الکرام' ص 4 مطبوعہ آگرہ' 1910ء
11- عبدالحق مولوی' ڈاکٹر: مقدمہ ماثر الکرام ص
12- آزاد' غلام علی' سبحۃ المرجان' ص 5 تا ص 24
13- آزاد' ابوالکلام' الھلال' 28 جنوری 1914ء
14- آزاد' ابوالکلام' الھلال' 28 جنوری 1914ء
15- شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغہ الجزء الاول' مطبوعہ الطباعہ المنیریہ' دمشق' ص 135-
16- آزاد' غلام علی' سبحۃ المرجان' ص 123-

★ ★ ★ ★ ★

غلام علی خان

ہندوستان میں ورود اسلام

پہلی بار ہندوستان میں اسلام کب اور کس طرح داخل ہوا اس کے لئے کتب تاریخ سے مختلف روایات ملتی ہیں۔

اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہندوستان سے عربوں کے تجارتی تعلقات زمانہ ماقبل تاریخ میں بھی قائم تھے جب عربوں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت بھی ان کی نوآبادیاں ہندوستانی سواحل پر کبھی بلا شرکت غیرے اور کبھی ایرانیوں کے اشتراک سے قائم ہو چکی تھیں یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے چند سال کے اندر ہی اسلام اس برعظیم میں داخل ہو گیا۔

عہد رسالت میں کسی صحابی کے یہاں آنے کی کوئی مستند روایت نہیں ملتی۔ قاضی اطہر مبارکپوری اپنی تصنیف "عرب و ہند عہد رسالت میں" میں صحابہ کرامؓ کی دعوت اسلام ہندوستان میں لانے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "اس سلسلہ میں ہمیں صرف دو روایتیں مل سکی ہیں پہلی روایت قنوج کے راجہ سرباتک کے پاس صحابہ کے دعوت اسلام لے کر آنے اور راجہ کے مسلمان ہونے کی ہے جسے حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں غیر مستند قرار دیا ہے۔

وزعم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم انفد الیه حذیفةؓ واسامة و مهیبا یدعونه ای الاسلام فاجاب واسلم وقبل کتاب النبی صلی اللہ علیه وسلم (1)

سرباتک نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس حذیفہؓ اسامہؓ اور صہیبؓ کو دعوت اسلام دیکر بھیجا چنانچہ اس نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو بوسہ دیا۔

اس روایت کو نقل کر کے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ذہبی نے تجرید اسماء الصحابہ میں کہا ہے کہ یہ کذب، واضح اور کھلا جھوٹ ہے۔

دوسری روایت سندھ میں پانچ صحابہ کرام کے آنے اور ان میں دو حضرات کے واپس جانے اور تین کے سندھ ہی میں انتقال فرمانے کی ہے یہ روایت ایک قلمی مجموعہ میں جمع الجوامع کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ارسل کتابه الی اهل السند علی ید خمسة

نفر من اصحابه فلما جاء وافی السند فی قلعة یقال نیرون اسلم بعض اهله ثم رجع من اصحابه اثنان مع الوافد علیه من السند وبقی ثلاثة منهم فی السند واظهر اهل السند الاسلام وبیتوا لاهل السند الاحکام وماتوافیه وقبورهم فیه الان موجودة وحدت

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سندھ کے باشندوں کے یہاں اپنے پانچ صحابہ کے ذریعے اپنا نامہ مبارک بھیجا جب یہ لوگ سندھ کے مقام نیرون کوٹ میں آئے تو وہاں کے بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا پھر ان پانچ میں سے دو واپس چلے گئے اور باقی تین سندھ میں رہ گئے۔ سندھ کے لوگوں نے ان کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور انھوں نے ان کو اسلامی احکام سکھائے بعد میں یہ لوگ سندھ میں انتقال کر گئے اور ان کی قبریں ابھی تک یہاں موجود ہیں۔

مجموعہ کلمات ورسائل مولوی بخاری قلمی ورق 90 اسے یہ روایت لی گئی ہے۔

جس قلمی مجموعہ یادداشت سے یہ روایت نقل کی گئی ہے نہ وہ معتبر ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ جمع الجوامع کون سی کتاب ہے جبکہ علامہ سیوطی کی جمع الجوامع میں اسی قسم کی روایت مستبعد معلوم ہوتی ہے۔

(2)

بزرگ بن شہریار خدا رامہرمزی چوتھی صدی ہجری کا مشہور جہاز راں اور سیاح ہے وہ عرب سے ہندوستان اور چین تک جہاز رانی کرتا تھا اس نے اپنی کتاب عجائب الھند میں یہاں کے ساحلی مقامات کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں اس نے سراندیپ کے جوگیوں اور سنیاسیوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحقیقاتی وفد جانے اور اس کے اثرات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ " سراندیپ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر ملی تو انھوں اپنے ایک سمجھ دار آدمی کو مدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ آپ کے حالات کی اور آپ کی دینی دعوت کی تحقیق کرے مگر اس آدمی کے سامنے کچھ مشکلات آگئیں اور وہ اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب آپ وصال فرما چکے تھے بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی وفات پا چکے تھے اور حضرت عمرؓ بن خطاب خلافت پر متمکن تھے اسلئے آپ ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور آپ نے اسے شرح و بسط کے ساتھ تمام باتیں بیان کیں"

اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ نمائندہ سراندیپ کے لئے بحری راستہ سے روانہ ہوا مگر مکران کے قریب اس کی موت واقع ہو گئی اس کے ساتھ ایک ہندوستانی نوکر تھا وہ تنہا سراندیپ پہنچا اور اس نے لوگوں سے پورا ماجرا بیان کیا۔ اس نے اہل سراندیپ سے حضرت عمرؓ کی تواضع اور خاکساری کا حال بیان کیا اور بتایا

کہ وہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسجد میں بلاتکلف سو جاتے ہیں اس کا اثر اہل سراندیپ پر بہت اچھا پڑا۔(3)

جنوبی ہند میں صدیوں قبل سے عرب تجارت کر رہے تھے اور وہاں ان کی نو آبادیاں تھیں عرب تاجروں کی پرامن تبلیغ سے جنوبی ہند میں اسلام کی اشاعت ہونے لگی لیکن ہندوستان کے شمال و مغرب میں اسلام اتفاق سے حادثات کے پیچھے آیا۔ (4)

15ھ میں مجاہدین اسلام کی پہلی مہم

فاروقی عہد کے ابتدائی دور 15ھ میں مجاہدین اسلام کی ایک رضاکارانہ مہم تھانہ یا تانہ (Thana) اور .بھڑوچ میں شروع ہوئی علامہ بلاذری نے فتوح البلدان کے باب فتوح السند میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے 15ھ میں عثمان بن ابوالعاص ثقفیؓ کو بحرین اور عمان کا حاکم بنایا۔ عثمان نے اپنے بھائی حکم بن ابوالعاص کو بحرین روانہ کیا اور خود عمان پہنچ کر تھانہ کی طرف ایک فوجی مہم روانہ کی اور جب یہ لشکر واپس آیا تو حضرت عمرؓ کو اس کی تحریری اطلاع دی۔ آپ نے لکھا کہ اے ثقفی تونے گویا کیڑے کو لکڑی پر سوار (کرکے سمندر کے حوالے) کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر مسلمانوں پر کوئی آفت آئی تو میں تمہاری قوم سے اس کا بدلہ لونگا نیز عثمان نے اپنے اس بھائی حکم کو بھڑوچ روانہ کیا اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابوالعاص کو دیبل (قریب کراچی) کی کھاڑی کی طرف روانہ کیا جہاں ان کو دشمن کے مقابلہ میں کامیابی نصیب ہوئی۔ (5)

اس طرح شہنشاہ ایران کے تمرد اور تکبر کے سبب مسلمان سپاہ کو مکران تک آنا پڑا۔ 21ھ یا 23ھ میں ایران کے ساتھ اسلامی افواج کا آمنا سامنا ہوا مکران کے محاذ پر اہل سندھ نے بھاری فوج سے ایرانیوں کی مدد کی لیکن سندھیوں نے شکست کھائی اور مسلمان سپاہ کامیاب و کامران ہوئیں۔ پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں کسی نہ کسی رنگ میں اسلامی مہمات کا سلسلہ جاری رہا مگر ہندوستان میں اس کے بعد خلافت راشدہ میں کسی اسلامی مہم کا پتہ نہیں چلتا۔

75ھ میں جب حجاج بن یوسف ثقفی مشرقی ممالک کا اعلیٰ حاکم ہوا تو اسی زمانہ میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس سے سندھ فتح کرنے پر عرب مجبور ہو گئے حالانکہ خلیفہ دوم کے حکم پر اس وقت تک وہ لوگ قائم تھے اور بجز سرحدی سرکشوں پر تاخت کرنے کے فتح سندھ کا کبھی خیال نہ آیا تھا۔

مسلمانوں میں ابتداء سے تجارت کا شوق رہا ہے چنانچہ نہ صرف اسلامی ممالک میں بلکہ دور دراز ملکوں میں بھی تجارت کا بازار گرم رکھتے تھے۔

بحرہند میں لنکا' مالدیپ اور چین تک مسلمان تاجر آتے جاتے رہتے تھے۔ مسلمانوں کی فتوحات کا شہرہ

دور دور تک تھا اور دنیا کا ہر بادشاہ خلیفہ سے دوستی کا متمنی تھا لنکا کا راجہ بھی انھی میں سے ایک تھا۔ اتفاقاً ایک مسلمان تاجر وہاں وفات پا گیا اس کی بیوہ عورت یتیم لڑکے اور لڑکیاں تھیں لنکا راجا نے انہیں بڑے آرام سے تحائف و ہدایا کے ساتھ ایک جہاز پر سوار کر کے خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا اور اسی وساطت سے اس نے چاہا کہ خلیفہ سے رسم اتحاد بڑھائے اسی جہاز میں کچھ حجاج کرام بھی تھے یہ جہاز جب سندھ کی مشہور بندرگاہ دیبل (دیول) کے قریب پہنچا تو سندھی قزاقوں نے اسے لوٹ لیا یہ سندھ کی مشہور قوم "مید" کے لوگ تھے۔

ان قیدیوں میں سے ایک عورت قبیلہ یربوع کی تھی بے اختیار پکار اٹھی کہ فریاد اے حجاج، جب اس کی خبر حجاج کو ہوئی تو وہ غصہ کے مارے بے تاب ہو گیا اور انتہائی جوش میں کہ اٹھا "ہاں میں آیا اس واقعہ سے حجاج کے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور اس نے سندھ فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ خلیفہ سے اصرار سے اجازت لی اور اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو ایک زبردست لشکر دیکر مہم پر روانہ کیا لیکن اس سے پہلے حجاج نے ایک سفارت راجہ داہر کے پاس سندھ بھیجی تاکہ راجہ کے ذریعے تمام قیدی واپس کر دیئے جائیں لیکن راجہ نے جواباً لکھا "یہ کام بحری قزاقوں کا ہے جو میری اطاعت سے باہر ہیں اس لئے میں اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ (7)

حجاج نے فوری کاروائی کے لئے مختصر فوج عبداللہ بن بنہان کی سرکردگی میں دیبل بھیجی لیکن عبداللہ شہید ہوا پھر بدیل بن طفہ بجلی کو لشکر کشی کا حکم ہوا لیکن حالات ان کے بھی خلاف رہے اور وہ بھی شہید ہوئے چنانچہ حجاج نے پھر اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ سندھ روانہ کیا۔ یہ لشکر اتنا منظم اور آراستہ تھا کہ چھوٹی سے چھوٹی اشیاء ضرورت بھی ہمراہ روانہ کی گئیں۔

اسی زمانہ میں ایک بات اور پیدا ہو گئی جس کے باعث حجاج کو سندھ فتح کرنے کی ایک ضد ہو گئی کہ خلافت اسلامیہ کا باغی سردار محمد علافی جو قبیلہ بنی آسار سے تھا وہ پانچ سو افراد کے ہمراہ سندھ میں راجہ داہر کے ہاں مقیم ہو کر خلافت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف تھا۔

سندھ کے لوگ راجہ داہر کی معیت میں بڑی بے جگری سے لڑے لیکن مسلمان سپاہ پر فتوحات کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ راجہ قتل ہو گیا اور سندھ پر اسلامی افواج کا قبضہ ہو گیا۔

93ھ ہجری میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کا سر، فتوحات سندھ کا مراسلہ اور فتوحات کا مال حجاج کو بھجوایا۔

چنانچہ 92ھ سے لے کر 95ھ تک پورا ملک سندھ کشمیر تک اسلامی خلافت کا حصہ بن چکا تھا۔

محمد بن قاسم کی سندھ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد یہاں مقامی راجاؤں نے پھر کسی نہ کسی صورت

میں قوت پکڑلی اور کچھ علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔

دوسری مہم - اموی دور خلافت

مملکت بلہرا کے علاقہ گجرات میں پھر سے مسلمانوں کی سرگرمیاں شروع ہوئیں چنانچہ اس دوران تمام سندھ مسلمانوں کے زیر قبضہ آچکا تھا اور اموی خلفاء کے عمال و حکام یہاں حکومت کرتے تھے۔ ہشام بن عبدالملک (105 تا 125ھ) کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمٰن مری کو سندھ کا گورنر مقرر کیا جس نے یہاں کے حالات درست کرنے کے بعد گجرات کے کئی شہروں پر فوج کشی کروائی اور مرمد، مندل، دھنج، بھڑوچ اور بھیلمان کو فتح کیا۔ (7)

تیسری مہم - عباسی دور خلافت

عباسی دور خلافت میں پھر ہندوستان کے ان علاقوں کی طرف توجہ کی گئی ابو جعفر منصور 132ھ تا 158ھ نے ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا گورنر مقرر کیا اور اس نے یہاں آتے ہی سندھ کے بگڑے ہوئے نظام کو درست کیا۔ پھر ہندوستان میں اسلام کا پودا ترکی النسل غزنوی حکمرانوں نے لگایا سلطان محمود غزنوی نے 417ھ / 1027ء میں لاہور فتح کیا اور یہاں ایک مستحکم اسلامی سلطنت قائم کر کے اسلامی تہذیب و ثقافت کو پروان چڑھایا۔

پھر سلطان معزالدین محمد بن سام غوری نے 589ھ / 1193ء میں دہلی فتح کیا اس کے غلام قطب الدین ایبک 1206ء کے زمانہ میں اسلامی حکومت بنگال تک وسیع ہو گئی۔ غلام حکمرانوں نے ہندوستان میں مسلم حکومت کو وسیع کیا اور استحکام بخشا۔ خلجی اور تغلق حکمرانوں کی یہ خدمت قابل ستائش ہے کہ وہ ایک صدی تک وحشی تاتاریوں کے پے در پے حملوں کے سامنے سینہ سپر رہے انھوں نے اہل ہند کو وحشی تاتاریوں کی قتل و غارت گری اور تباہی سے محفوظ رکھا جب اسلامی تہذیب کے منارے بلخ و بخارہ، سمرقند نیشاپور، بغداد و دمشق میں غارت گری اور آتش زنی کا ہدف بنے ہوئے تھے تب ہندوستان اسلام کا قلعہ تھا لوگوں کے لئے جائے پناہ، پرامن و محفوظ تھا۔ (8)

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مسلم عرب تاجروں نے بھی جنھوں نے ساحلی علاقوں میں باقاعدہ طور پر اپنی نوآبادیاں قائم کر لیں تھیں بہت اہم کردار ادا کیا۔

جن مبلغین اسلام نے ابتدائً جنوبی ہند میں کام کیا تھا ان کے متعلق ہماری معلومات بہت محدود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کے مختلف سلسلوں کی تنظیم سے قبل تبلیغی کام مسلم عرب تاجروں کے ذریعے ہی ہوتا رہا۔

قدیم ترین بزرگوں میں سے جن کے متعلق ہمیں کچھ معلوم ہے وہ نطہر ولی تھے جن کا انتقال 1225ء میں ہوا اور جنہیں ترچنا پلی میں دفن کیا گیا۔ ان کا تعلق ایشیائے کوچک کے ایک مقتدر خاندان سے تھا ان کے مرشد سید علی بادشاہ ھرمزی نے انھیں ہدایت کی تھی کہ وہ جنوبی ہند میں جا کر تبلیغ اسلام کریں۔ مدورا اور ترچنا پلی کے روتوں میں ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے نطہر ولی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ (9)

صوفیاء کی خدمات اسلام کے بارے کوششوں کی تفصیلات ایک مشکل امر ہے۔

اشتیاق حسین قریشی رقمطراز ہیں کہ "تاریخ کے محقق طالب علم کو اس سلسلے میں جو معلومات آسانی کے ساتھ مل سکتی ہیں وہ بالکل ناکافی ہیں۔ مگر ان سے ایک خاکہ ضرور تیار ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں تبلیغ اسلام کا کام عربوں کی نوآبادیوں نے کیا مگر جب آہستہ آہستہ تصوف کے سلسلے ابھرنے لگے تو صوفیاء نے جنوبی ہند میں آنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے ذوق و شوق کو برقرار رکھنے اور غیر مسلمانوں کو دائرہ اسلام میں لانے کے دوگونہ مقصد سے وہیں قدم جما دیے۔ (10)

اگرچہ جنوبی ہند کی اکثریت کو مسلمان نہ بنایا جا سکا مگر اسلام کو ایک اور مختلف، غیر متوقع اور اہم میدان میں نمایاں فتوحات حاصل ہو گئیں اس علاقے کے مذہبی تصورات پر اسلام کا بہت گہرا اور زبردست اثر پڑا۔ (11)

حواشی

1- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، حافظ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ بحوالہ، مبارکپوری، قاضی، اطہر، عرب و ہند عہد رسالت میں، فکر و نظر پبلیکیشنز۔ سندھ 1986ھ ص 190

2- مبارکپوری، قاضی اطہر، عرب و ہند عہد رسالت میں، ص 190 - 191

3- مبارکپوری، قاضی اطہر، عرب و ہند عہد رسالت میں ص 155 - 156

4- سید حسن ریاض، پاکستان ناگزیر تھا، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی 1986

5- مبارکپوری، قاضی اطہر، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، مکتبہ عارفین کراچی، س - ن، ص 26

6- ندوی، ابوظفر سید، تاریخ سندھ، حصہ اول مطبع معارف اعظم گڑھ، 1987، ص 42

7- مبارکپوری، قاضی، اطہر، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں - ص 28

8- محمد سلیم پروفیسر، تاریخ نظریہ پاکستان، ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور 1987 ص 43 - 44

9- ان کا تذکرہ مختلف ناموں سے آیا ہے۔ نادر شاہ (امپیریل گیزیٹیئر آف انڈیا)
Imperial Gazetter of India جلد 34 صفحہ 47-
نتھڑ ولی (خان قادر حسین صفحہ 36) اور نتھڑ شاہ آرنلڈ (Arnold)
"The Praching of Islam" ص - 267
بحوالہ قریشی، اشتیاق حسین، برعظیم پاک ہند کی ملت اسلامیہ، جامعہ کراچی۔ س - ن - ص 13
10- قریشی، اشتیاق حسین، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، ص 9
11- ایضاً

المراجع

اشتیاق حسین قریشی، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی س - ن
حسن ریاض، سید، پاکستان ناگزیر تھا، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی - 1982
مودودی، ابوالاعلی سید، تحریک آزادی ہند اور مسلمان، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور 1981
محمد اکرام شیخ، آب کوثر، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور 1975
محمد سلیم، سید، پروفیسر، تاریخ نظریہ پاکستان، ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور 1987
محمد عارف، ڈاکٹر، تحریک پاکستان - پروگریسو پبلشرز لاہور 1994
ندوی، ابوظفر، مولانا، سید، تاریخ سندھ، مطبع معارف، اعظم گڑھ 1947
مبارکپوری، اطہر، قاضی، عرب و ہند عہد رسالت میں، فکرونظر پبلیکیشنز - سندھ 1986
مبارکپوری، اطہر، قاضی، خلافت امویہ اور ہندوستان، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور - س - ن
مبارکپوری، اطہر، قاضی خلافت عباسیہ اور ہندوستان، فکرونظر پبلیکیشنز سندھ - 1984
مبارکپوری، اطہر، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، مکتبہ عارفین کراچی، س - ن
عسقلانی - احمد بن علی بن حجر، حافظ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مصر، 1939

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ یہ بدکردار لوگ ہیں"۔ (الحشر: 19)